بشیر احمد ڈار

حکیم کون فیوشس اور چینی فلسفۂ اخلاق

چین اپنی تہذیب و تمدن کے لحاظ سے تقریباً سبھی ایشیائی تمدنوں سے قدیم ترین ہے۔ اور موجودہ زمانے کی تحقیقات سے یہ اندازہ ہوتا ہے کہ تہذیب انسانی کے تمام لوازمات شاید اس خطۂ زمین میں جو ایشیاء کے باقی ممالک سے جغرافیائی حالات کے باعث بالکل منقطع سا ہے، اس زمانے میں پیدا ہو چکے تھے جبکہ مصر، ہندوستان اور مشرقِ وسطیٰ کے تمدن ابھی اپنے ابتدائی مراحل ہی میں تھے۔ چین کے اس قدیم تمدن کی تاریخ تین چار ہزار قبل مسیح سے شروع ہوتی ہے اور مختلف نشیب و فراز سے گزرتی ہوئی اس وقت ہمارے سامنے آتی ہے جب حکیم کون فیوشس ۵۵۰ یا ۵۵۱ قبل مسیح میں ایک ریاست لو میں (جس کو آج کل شان ٹنگ کے نام سے پکارا جاتا ہے) پیدا ہوا۔ یہ عجیب اتفاق ہے کہ تقریباً اسی زمانہ میں ہندوستان میں بدھ اور مہاویر نے براہمنیت کے خلاف علم بلند کیا، مشرقِ وسطیٰ میں یہودیوں کے کئی ایک عظیم الشان پیغمبروں نے قوم کی اصلاح کا بیڑا اٹھایا، اور یونان میں فلسفہ کی ابتدا ہوئی۔ گویا یہ دور انسانیت کی تاریخ میں ایک خصوصی اہمیت رکھتا ہے جس میں دنیا کے مختلف دور افتادہ ملکوں میں عوام کی بھلائی اور اخلاقی اصلاح کے لئے ایک ہی منبع عظیم سے فطرت نے چند نمایاں شخصیتوں کو پیدا کیا جنہوں نے اپنی کوششوں سے انسانیت کے قافلے کو آگے بڑھانے کے لئے پورا زور لگایا اور کہیں یہ کوششیں کامیاب ہوئیں اور کہیں ناکام۔

قدیم چین میں توحید کا تصور بہت نمایاں تھا اور خدائے واحد کے لئے جو لفظ استعمال ہوتے تھے ان سے اس کی ربوبیت اور حکومت کا تصور صاف طور پر واضح ہوتا تھا۔ فرشتوں کے وجود پر بہت زور دیا جاتا تھا اور حیات بعد الموت ایک پختہ عقیدہ تھا جو اب تک مختلف شکلوں میں موجود ہے۔ لیکن وقت کے ساتھ ساتھ مشرکانہ رسومات کی آمیزش سے ان تصورات میں کافی تبدیلی پیدا ہو گئی۔ فرشتوں نے بے شمار دیوتاؤں کی شکل اختیار کر لی اور حیات بعد الموت نے آباؤ اجداد کی پرستش کا رواج پیدا کر دیا۔ حکیم کون فیوشس کی تعلیمات کا محور و مرکز جہاں تک ہمیں معلوم ہوتا ہے ان مسخ شدہ تصورات کی اصلاح معلوم نہیں ہوتا اگرچہ اس کے اقوال میں توحید کا عقیدہ صاف صاف نظر آتا ہے اور اس نے کبھی دیوتاؤں کو مخاطب نہیں کیا۔ بعض اقوال و بیانات سے تو یوں معلوم ہوتا ہے کہ کون فیوشس کو ان مابعد الطبیعیاتی مسائل سے کوئی دلچسپی نہ تھی۔ جب کبھی اس کے شاگردوں نے حیات بعد الممات کا ذکر چھیڑا تو اس نے کبھی اس کے متعلق کوئی واضح جواب نہیں دیا۔ ایک دفعہ کسی نے آباؤ اجداد کی حرمت کے متعلق سوال پوچھا تو اس نے جواب دیا:

"جب تم زندہ انسانوں کی خدمت کے اہل نہیں، تو ان کی ارواح کی خدمت تم سے کیسے ہو سکتی ہے؟"

اس نے پھر سوال کیا: میں آپ سے موت کی حقیقت پوچھنا چاہتا ہوں؟

اس نے جواب دیا، جب تم حیات وزندگی کی حقیقت سے آگاہ نہیں تو موت کی نوعیت سے کیسے واقف ہو سکتے ہو؟ سوال کرنے والا تو یہ سن کر خاموش ہو گیا لیکن اس سوال کی اہمیت واضح تھی حقیقت یہ تھی کہ آباؤ اجداد کی ارواح کی خدمت جو کہ ایک مشرکانہ رسوم سے وابستہ تھی، چین میں عام تھی اور اس کے شاگرد اس کی رائے معلوم کرنے کے لئے بہت بے چین تھے۔ اس لئے ایک دوسرے شاگرد نے جرأت سے سوال کیا:

"جب ہم ان ارواح کے سامنے تحائف اور نذرانے پیش کرتے ہیں تو کیا ان ارواح کو اس عمل کا علم ہوتا ہے یا نہیں؟"

کون فیوشس نے جواب دیا:

"اگر میں کہوں کہ یہ ارواح جانتی ہیں تو مجھے ڈر ہے کہ لوگ ان رسوم کو ادا کرنے میں اتنا اہتمام کرنا شروع کر دینگے کہ ان کی حالت تباہ ہو جائے گی۔ اگر میں کہوں کہ نہیں تو پھر شاید بداخلاق لوگ اپنے والدین کو مرنے کے بعد دفن بھی نہ کریں تمہیں جاننے کی ضرورت نہیں۔ یہ مسئلہ اہم نہیں، اور بعد میں تم خود بخود اس معاملے سے واقف ہو جاؤ گے۔"

لیکن اس کا یہ مطلب نہیں کہ کون فیوشس روح کے بقا یا خدا کے وجود سے منکر تھا۔ ایک جگہ اس نے وضاحت سے بیان کیا کہ انسانی جسم موت کے بعد فنا ہو جاتا ہے۔ لیکن روح ہمیشہ قائم رہتی ہے۔ اسی طرح ایک جگہ کہتا ہے کہ خدا کی بخشش ورحمت کا مظاہرہ ہمیں ہر جگہ نظر آتا ہے۔ ہم اس کو دیکھنا چاہتے ہیں لیکن وہ نظر نہیں آتا۔ ہم اس کی آواز سننے کی خواہش کرتے ہیں، لیکن کچھ سنائی نہیں دیتا۔ مگر اس کے باوجود وہ سب میں موجود ہے اور اس کے بغیر اور علاوہ کچھ نہیں۔ سیلاب کے پانی کی طرح وہ اپنے عبادت گزار بندوں کے سروں پر، دائیں اور بائیں طرف موجود ہے۔

عام طور پر کہا جاتا ہے اور اس کے اپنے الفاظ بھی کسی حد تک اس کی تائید کرتے ہیں کہ وہ محض قدیم صحت مند روایات کا محافظ اور ان کو زندہ کرنے والا ہے۔ اور اس کی زندگی کا مقصد یہی تھا کہ وہ اپنے زمانے میں ان روایات کی روشنی میں قوم کے امیروں کے سامنے بہتر زندگی کا نقشہ پیش کر سکے۔ لیکن کہیں کہیں اس کے اقوال میں اس امر کی طرف بھی اشارات ملتے ہیں کہ وہ الہام ووحی کا حامل تھا۔ اگرچہ اس کی تفصیل و نوعیت کے متعلق کچھ زیادہ معلومات ہمیں دستیاب نہیں ہو سکتیں۔ چنانچہ ایک جگہ وہ اپنے متعلق ذکر کرتا ہے:

"پندرہ برس کی عمر میں مجھے علم کا شوق ہوا بیس سال کی عمر میں میں پختہ ہو چکا تھا۔ چالیس برس میں میرا دل ہر قسم کے شکوک وشبہات سے پاک ہو گیا۔ پچاسویں برس مجھے خدا کے احکام معلوم ہوئے۔ ساٹھویں برس میرے کان حقیقت وصداقت کی آواز پر لبیک کہنے کے لئے ہر لحظہ تیار رہتے تھے۔ ستر برس کی عمر میں میں اپنے دل کی ہر خواہش پر بلا چون وچرا عمل کرنے پر مائل تھا کیونکہ اب مجھ سے کوئی ایسا عمل نہیں ہو سکتا تھا جو اخلاقی اقدار کے منافی ہو۔" اس مختصر سے بیان سے کم از کم اتنی وضاحت ضرور ہوتی ہے کہ کون فیوشس دوسرے قدیم مصلحین کی طرح الہام ووحی سے سرفراز ہوتا رہا اور اسی کی روشنی میں اس نے اپنے اخلاقی اصول وضع کئے جو اس کی قوم کے لئے مشعل راہ کا کام دیتے رہے۔

اس کی ابتدائی زندگی کے متعلق ہمارے پاس کچھ زیادہ معلومات نہیں۔ علم کی تحصیل کے علاوہ اس نے کھیلوں میں کافی مہارت

حاصل کی۔ شکار کھیلنے اور گھوڑ سواری میں وہ کمال حاصل کر چکا تھا۔ شاعری اور ادب میں اس کا ذوق کافی بلند تھا لیکن موسیقی میں اس کا شغف بالکل محویت کی حد تک تھا۔ یہ عجیب بات ہے کہ قدیم و جدید مفکرین میں گانے اور موسیقی سے یہ مناسبت روحانی عبادت کا حصہ سمجھی جاتی رہی۔ کون فیوشس کا خیال تھا کہ اس سے وحشی اور بد اخلاق قوموں کو تہذیب کا سبق دیا جا سکتا ہے۔ اس نے ایک دفعہ کہا کہ ایک بد اخلاق و بدکردار شخص کے لئے ایک اچھا موسیقار ہونا ناممکن ہے۔ اس کی زندگی کا ایک واقعہ قابلِ غور ہے۔

ایک دفعہ اس نے سنا کہ ایک دور دراز ریاست میں ایک ماہر موسیقار سیانگ نامی رہتا ہے جو قدیم موسیقی کا اُستاد تھا کون فیوشس باوجود حالات کی ابتری اور سفر کی صعوبتوں کے وہاں پہنچنے اور اس سے ملاقات کرنے پر تیار ہو گیا۔ اس کو دیکھ کر سیانگ بہت خوش ہوا اور کافی دیر تک قدیم فن موسیقی اور اس کی روحانی قوتوں کا پُر اثر جذبات ذکر ہوتا رہا جس سے دونوں محظوظ ہوئے۔ اس کے بعد سیانگ نے اپنا ساز (جو ستار یا سارنگی کے مشابہ تھا) اُٹھایا اور ایک ایسا نغمہ گایا جس کو شہزادہ وان وانگ نے ترتیب دیا تھا۔ کان فیوشس مدہوش ہو کر سنتا رہا۔

دس دن تک سیانگ یہ نغمہ بجاتا رہا اور اس کے بعد اس نے کون فیوشس سے گانے کے لئے کہا۔ اس نے ایسی خوبصورتی اور عمدگی سے اسے ادا کیا کہ سیانگ بے خود ہو گیا اور کہا: "بہت خوب۔ اب اگلا نغمہ شروع کریں۔" لیکن اس پر کان فیوشس نے ادب سے سلام کیا اور عرض کی: "مجھے کچھ اور مہلت دیجئے۔ آپ کی مہربانی اور شفقت سے میں اس نغمہ کو صحیح ادا کر سکا لیکن ابھی تک شہزادہ کے دلی جذبات تک میری رسائی نہیں ہو سکی اور اس لئے میرا اطمینان نہیں ہوا۔"

اس پر سیانگ نے اسے پانچ دن کی مہلت دی جس کے بعد بھی کان فیوشس کا مُدعا پورا نہ ہو سکا۔ اس نے دست بستہ ہو کر عرض کی، کہ مجھے پانچ دن کی اور مہلت دیجئے، شہزادے کے صحیح جذبات کا ایک دھندلا سا عکس میرے ذہن میں منعکس ہوا ہے تاہم میں کوشش کروں گا اگر میں اس کو سمجھنے سے عاری رہا تو میں موسیقی کو ہمیشہ کے لئے ترک کر دوں گا۔"

اس مدت معینہ کے بعد کون فیوشس حاضر ہوا اور آتے ہی پکارا "میں نے پا لیا، میں نے پا لیا، ہر چیز اور ہر معاملہ میرے لئے حل ہو گیا۔ گویا کہ میں اپنی آنکھوں سے دیکھ رہا ہوں۔ میں نے ساز اُٹھایا، بجانا شروع کیا، اور ہر سُر کا پوشیدہ مفہوم میرے قلب کی گہرائیوں میں اُترتا گیا۔ مجھے یوں معلوم ہوتا تھا کہ گویا شہزادہ وان وانگ میرے سامنے کھڑا ہے اور میں اس کی بڑی بڑی چمکیلی آنکھوں کو دیکھ رہا ہوں اور اس کی مقدس اور پاکیزہ آواز سُن رہا ہوں۔ میرا دل خود بخود اس کی طرف کھنچ رہا تھا گویا کہ ہم دونوں باوجود دو مختلف وجود ہونے کے خیالات کی ہم آہنگی سے ایک تھے۔"

اس کے بعد اس نے مکمل خاموشی میں آنکھیں بند کر کے وہ نغمہ اپنے ساز پر چھیڑا۔ ختم ہونے پر سیانگ اپنی جگہ سے اُٹھا اور اس کے سامنے کھڑا ہو کر کہنے لگا: "آپ کی نظر اتنی گہری اور آپ کا فن اتنا اکمل ہے کہ میں تمہارا اُستاد بننے کی اہلیت نہیں رکھتا۔ اگر آپ اجازت دیں تو میں آپ کے شاگردوں کے حلقے میں شامل ہو جاؤں۔"

اس واقعہ سے یہ واضح ہو جاتا ہے کہ ان دونوں کے نزدیک موسیقی محض جذباتی تسکین کا ذریعہ نہ تھی۔ اگر ایسا ہوتا تو کون فیوشس

کا اقدام بالکل بے معنی ہوتا۔ درحقیقت موسیقی انسان کی ذہنی اور اخلاقی زندگی کے لئے ایک بہت اہم قوت ہے جو اس کے قلب کے سوتوں کو بیدار کرکے اس کو اس دُنیا کی اصلاح کے لئے تیار کرتی ہے اور یہی وہ مقصد تھا جس کے لئے کون فیوشس نے اپنی تمام قوتیں صرف کردیں اور اس لئے اس کے فلسفۂ اخلاق میں اس فن کی خاص اہمیت ہے۔

جب کون فیوشس پیدا ہوا، اس وقت چین پر خاندان چو حکومت کرتا تھا لیکن مرکزی حکومت کی کمزوری کے باعث ملک مختلف نیم خود مختار ریاستوں میں بٹا ہوا تھا۔ ہر ریاست دوسری سے برسرپیکار تھی اور اس طرح عوام کی حالت بالکل قابلِ رحم تھی۔ مسلسل اور متواتر جنگوں سے سارے ملک کی اقتصادی حالت بگڑ چکی تھی اور امراء اپنی عیاشیوں اور ریشہ دوانیوں میں مشغول تھے جاگیرداری نظام جو کبھی چو خاندان کی طاقت کا باعث تھا، اب سلطنت اور عوام کو ظلم اور استحصال کے دو پاٹوں میں کچل رہا تھا۔ قدیم روایات اور اخلاقی اقدار اپنی قیمت کھو بیٹھے تھے۔ اور لوگوں کے سامنے نہ کوئی نظریۂ حیات تھا اور نہ کوئی اصول جس کی روشنی میں وہ اپنی ابتر حالت کو درست کرسکتے۔ ایسے بدترین حالات میں کون فیوشس نے اصلاح کا بیڑا اُٹھایا اور قوم میں زندگی پیدا کرنے کے لئے چند اخلاقی قوانین وضع کئے، اور قدیم روایات اور عقاید کے ذخیرہ کو از سرِ نو مرتب کیا۔ اس کی اصلاحی تحریک کا ایک نمایاں پہلو یہ تھا کہ اس نے اپنی تمام تر تعلیم کی بنیاد ان تمام اخلاقی اصولوں پر رکھی، جو چاؤ خاندان کے ابتدائی چند بادشاہوں نے وضع کئے تھے اور جن کی روشنی میں اُنہوں نے ملک کو ایک مستحکم نظامِ حکومت، اقتصادی اور معاشرتی خوشحالی بخشی تھی۔ یہی وجہ تھی کہ کون فیوشس کہا کرتا تھا کہ میری تعلیم کوئی نئی نہیں اور نہ مجھے کوئی نیا نظامِ اخلاق پیش کرنے کا دعوٰے ہے۔ میں تو محض پُرانے اصولوں کو پیش کرنے والا ہوں۔ اگرچہ اس میں کافی صداقت تھی لیکن یہ بھی حقیقت ہے کہ جب پُرانے اصول اپنی قدر و قیمت کھو چکے ہوں تو اُن کو دوبارہ اُسی شکل و زبان میں پیش کرنے سے کچھ فائدہ حاصل نہیں ہوتا۔ جب تک پُرانے اور قدیم تصوّرات کو نئے لباس میں جو زمانے کے حالات اور ذہنی مزاج کے مطابق ہوں نہ پیش کیا جائے تب تک کسی حرکت اور اصلاح کی توقع نہیں ہوسکتی۔ یہ کارنامہ — پُرانی شراب کو نئی بوتلوں میں پیش کرنا — کان فیوشس کی ساری عمر کا نچوڑ تھا اور اگر غور سے دیکھا جائے تو کچھ کم نہیں۔ کئی قدیم تہذیبیں اور قومیں محض ایسی عظیم الشان شخصیتوں کے نہ پیدا ہونے سے ہمیشہ کے لئے صفحۂ ہستی سے ناپید ہوگئیں، جو بنیادی اور ازلی حقیقتوں کو زمانے کے بدلتے ہوئے حالات کے مطابق پیش کرسکتیں۔

ایک جگہ کہتا ہے کہ "میں قدما سے محبت کرتا ہوں اور ان کی عزت میرے دل میں جاگزین ہے۔ ان کی تعلیمات اتنی جامع، ہمہ گیر اور اہم ہیں کہ میں ان کے مطالعہ سے کبھی نہیں تھکتا۔ روحانی دولت کا اَن مٹ خزانہ ان میں پوشیدہ ہے جس کا دل چاہے ان سے اخلاقی اصول اور روحانی روشنی حاصل کرسکتا ہے بشرطیکہ طلبِ صادق موجود ہو۔ اس لئے میں اپنی تحریروں میں ہمیشہ ان سے استفادہ کرتا رہتا ہوں اور سوائے شاذ حالتوں کے میں نے کبھی جدید نظریات یا تصوّرات پیش کرنے کی کوشش نہیں کی۔ میرا کام تو ان کو نئے ماحول کے مطابق لوگوں کے سامنے پیش کرنا ہے"۔ اس کی خواہش تھی کہ امراء ان پُرانے قوانین سے جو قدیم بادشاہوں نے وضع کئے تھے اپنی اور قومی زندگی کی اصلاح کریں اور اس طرح ملک میں امن و سلامتی کا دور دورہ ہوسکے جیسا کہ قدیم ایام میں تھا۔

کون فیوشس کی زندگی کا پہلا دور ۵۳۰ قبل مسیح میں ختم ہوجاتا ہے جب اس کی جسمانی اور روحانی قوتوں کی شہرت سُن کر

ریاست لو کے حکمران نے اس کو اناج کے ذخیروں اور سرکاری زمینوں کا محافظ مقرر کیا۔ اس نے اپنا فرض اتنی تندہی اور خوش اسلوبی سے سرانجام دیا کہ حکمران سے لے کر عوام سبھی اس سے خوش تھے۔ یہ کون فیوشس کا عملی زندگی میں پہلا کامیاب تجربہ تھا جس میں اس نے اپنے اخلاقی اصولوں پر عمل کر کے لوگوں پر ان کی حقانیت اور افادیت واضح کر دی تھی۔ اس کا دوسرا دور (۵۳۰ - ۵۰۱) پہلے سے مختلف تھا۔ اس نے عملی زندگی کو ترک کر کے اپنے اصولوں کی تبلیغ شروع کی اور چند ہی دنوں میں اس کے گرد شاگردوں اور ہمدردوں کا ایک وسیع حلقہ قائم ہو گیا۔ اسی دور میں اس نے قدیم قانونی اور اخلاقی کتابوں کو نئے سرے سے مدوّن کرنا شروع کیا اور ساتھ ہی ساتھ اپنی ذہنی اور روحانی زندگی کی ترقی کے لئے بھی کوشاں رہا۔ اسے معلوم ہوا کہ اس کی تعلیم کا کچھ نہ کچھ اثر ضرور ہو رہا ہے۔ ریاست لو کے والی کا ایک وزیر بسترِ مرگ پر تھا۔ اس نے مرنے سے پہلے اپنے بیٹے کو بلا کر کہا ۰ انسانی سیرت کی تعمیر کے لئے اخلاقی قوانین کی حقیقت سے واقف ہونا ضروری ہے۔ میں نے سنا ہے کہ ایک شخص کون فیوشس نامی اس علم میں ماہر ہے۔ میری وفات کے بعد اس کے پاس جانا اور یہ علم سیکھنا"۔ اس طرح اس کا شہرہ آہستہ آہستہ پھیلتا گیا اور سینکڑوں ہزاروں لوگ اس کے گرد جمع ہوتے گئے۔ اس کی تعلیم کا طریقہ بالکل ارسطو کی طرح تھا یعنی وہ چلتے پھرتے ہر وقت ہر حالت میں لوگوں کو مسائل سمجھانے میں مشغول رہتا تھا۔ اس کے دائرۂ تعلیم میں شامل ہونے کے لئے کسی خاص شرط کی ضرورت نہ تھی۔ ایک دفعہ اس نے اپنے متعلق کہا: "میرا رشتہ کسی خاص فرد یا گروہ سے نہیں، میری نگاہ میں سب انسان مساوی ہیں۔ مشرق، مغرب، جنوب، شمال کی جغرافیائی حدود میرے لئے بالکل بے معنی ہیں" ؎

درویش خدامست نہ شرقی ہے نہ غربی گھر اس کا نہ دلی نہ صفاہاں نہ سمرقند

کئی سال تک اس کے دل میں یہ خواہش پرورش پاتی رہی کہ شاید اس کی ریاست کا والی اس کو اصلاحِ حال کے لئے دعوت دے۔ حالات بہت خراب ہو چکے تھے اور بظاہر مصیبت سے نجات کی کوئی اُمید نہ تھی۔ اس کو اپنے اصولوں پر پورا یقین تھا۔ اور جیسا کہ مختلف کتابوں کے مطالعہ سے جو اس نے یا اس کے شاگردوں نے قلمبند کیں معلوم ہوتا ہے، اس کے ذہن میں ایک مکمل ریاست کا نقشہ موجود تھا اور اس کی تمنا تھی کہ اس کو زندگی میں اس پر عمل کرنے کا موقع مل سکے۔ لیکن حالات کی نزاکت کے باوجود والی نے کون فیوشس سے یہ کام لینا پسند نہ کیا، اور اس کی بجائے اسے دارالسلطنت میں جانے کا مشورہ دیا۔

اس سفر میں دو واقعات ایسے پیش آئے جن سے کون فیوشس کے نظریۂ حیات پر روشنی پڑتی ہے۔ ایک دفعہ راستے میں اس نے چند آدمیوں کو دیکھا جو شکار میں مشغول تھے۔ اس نے سفر ملتوی کر دیا اور شکاریوں میں شامل ہو گیا۔ اس کے شاگردوں نے احتجاج کیا۔ ان کے تصور میں ایک مصلح اور حکیم کے لئے ایسا مشغلہ اس کی شان استغنا سے بعید تھا۔ اخلاق کا ایک راہبانہ نظریہ جس میں دنیا اور دنیا کے کاموں کے لئے کوئی گنجائش نہ ہو عام طور پر بلند ترین سمجھا جاتا رہا ہے اور آج بھی اس کے حامی آپ کو مختلف ملکوں میں نظر آ سکتے ہیں۔ لیکن کون فیوشس نہ راہب تھا اور نہ اس طرح کے نظری اخلاق کا علمبردار۔ اس کے نزدیک انسانی زندگی اور اس کے مسائل، دنیا اور اس کے مصائب و آلام کہیں زیادہ اہم اور قابلِ توجہ تھے۔

اس نے ان اعتراضات کو سُن کر جواب دیا: تمہاری رائے غلط ہے۔ اس دنیا کا ہر فعل اور ہر عمل ایک حکیم و مفکر کے دائرہ ذوق و

عمل میں شامل ہے۔ ذرا اس دوڑ دھوپ کو دیکھو جو شکار کا ایک لازمی جزو ہے۔ کیا یہ انسانی زندگی کی نشانی نہیں! شکار کرنا آدمی کا ابتدائی زندگی میں اہم ذریعۂ خوراک تھا جس کے ذریعہ وہ اپنے کھیتوں اور اپنی زندگی کو جنگلی جانوروں کے حملہ سے محفوظ کرتا تھا۔ بادشاہوں کے لئے تفریح کا موجب اور عالم کے لئے دماغی سکون و راحت کا باعث۔ اگر ہم خود شکار سے حاصل کردہ جانوروں کی قربانی خدا کے حضور میں پیش کر سکیں، تو اس سے زیادہ سعادت کیا ہو سکتی ہے؟" اگر ہم اس ماحول کو سامنے رکھیں جس میں کون فیوشس نے یہ الفاظ کہے تھے تو ان کی افادیت کا اندازہ ہو سکتا ہے۔ اس زمانے میں انسانوں کی اکثریت کا پیشہ زراعت ہی تھا اور شہر اور دیہات اتنے محفوظ نہ تھے جتنے کہ آج کل۔ ایسے حالات میں شکار کھیلنا اور ہر وقت چوق و چوبند رہنا ایک قومی ضرورت تھی اور مسئلہ کے اسی پہلو پر زور دینے کے لئے شاید کون فیوشس نے یہ اقدام کیا۔

دوسرا اہم واقعہ ایک چینی صوفی لاؤ زا سے ملاقات تھی۔ لاؤ زا دنیا کے دیگر صوفیا کی طرح راہبانہ زندگی کا دلدادہ تھا۔ اس کے نزدیک کون فیوشس کی عملی زندگی بدترین قسم کی دنیاداری تھی جس میں روحانیت کا شائبہ بھی نہیں ہو سکتا۔ صحیح روحانیت تو دنیا سے قطع تعلق کر کے اور عام انسانوں کی قسمت اور دنیا کے مصائب سے بالاتر رہ کر ہی حاصل ہو سکتی ہے۔ ان دو انسانوں کی ملاقات گویا دو مختلف نظریات کا مقابلہ تھا۔ اس لئے کون فیوشس کی عملی کوششوں کا مذاق اُڑایا اور کہا کہ یہ امراض کی اصلاح کا تم ذمہ لے رہے ہو اس قابل نہیں کہ ان کی طرف توجہ کی جائے۔ ایک صحیح انسان کے لئے ضروری ہے کہ وہ دنیا سے علیحدہ ہو جائے کیونکہ اس دنیا کے کام اس کو روحانیت سے محروم کر دیتے ہیں۔ جن قدیم حکماء کے اقوال و اعمال کی تبلیغ تم کر رہے ہو وہ تو مدت ہوئی ختم ہو چکے۔ ان کے یہ اقوال قوم میں کیا زندگی پیدا کر سکیں گے؟ کیا تم نے نجات کا راستہ پا لیا ہے!" کون فیوشس نے اپنے انداز میں کہا کہ میں تیس سال سے اسی کوشش میں سرگرداں ہوں (کہ اپنی قوم کو نجات کا راستہ دکھا سکوں) لیکن ابھی تک کامیاب نہیں ہوا۔"

روایت ہے کہ اس ملاقات کے بعد کون فیوشس کچھ پریشان سا رہا۔ لیکن یہ پریشانی عارضی تھی کیونکہ اس نے اپنے اختیار کردہ نقطۂ نظر کو کبھی ترک نہیں کیا۔ اس سلسلے میں یہ بات قابلِ غور ہے کہ جب کچھ عرصے بعد دارالسلطنت کی حالت زیادہ مخدوش ہو گئی، تو لاؤ زا نے ایک صحیح صوفی کی طرح شہر کو الوداع کہا اور ہمیشہ کے لئے دنیا کی نظروں سے غائب ہو گیا۔ اس کے برعکس کون فیوشس کی زندگی ہر نئی مصیبت کے وقت زیادہ پُر ہمت اور چُست تھی۔ وہ ہر نازک موقع پر لوگوں کی مدد کے لئے تیار تھا اور ملک کی محبت اسے کسی دم چین نہ لینے دیتی۔ اس کے نزدیک لاؤ زا کی زندگی گویا انسانی ذمہ داریوں سے فرار اور ملک سے بے وفائی اور غداری کے مترادف تھا۔

جب کون فیوشس آخر کار دارالسلطنت میں پہنچا تو ایک وزیرِ سلطنت کے سامنے پیش ہوا۔ اس نے اس کی تعلیم کی نوعیت کے متعلق سوال کیا۔ اس نے جواب دیا: "میری تعلیم بالکل سادہ ہے۔ یہ وہی ہے جو ہمارے معصوم اور خدا رسیدہ بزرگوں نے انسانیت کی فلاح و بہبود کے لئے پیش کی تھی۔ میں قدماء کے اعمال کا نمونہ لوگوں کے سامنے رکھتا ہوں۔ میں ان سے توقع رکھتا ہوں کہ وہ اپنے مذہب کی مقدس کتابوں کی پیروی کریں۔ اور میں ان کو مشورہ دیتا ہوں کہ وہ ان پر تفکر و تدبر کریں۔"

شاہی محل کو دیکھتے ہوئے ایک جگہ اس نے چند اقوال لکھے ہوئے پائے۔ ان کو پڑھنے کے لئے وہ ٹھہر گیا اور اپنے چیدہ شاگردوں سے مخاطب ہو کر وہ پڑھنے لگا۔ ان میں سے چند ذیل میں درج کئے جاتے ہیں:

"آرام و آرائش کی زیادہ خواہش نہ کرو۔ کیونکہ یہ چیزیں کوشش سے حاصل نہیں ہوتیں۔"

"اگر کوئی شخص ایک معمولی سے ظلم کو دیکھ کر برانگیختہ نہیں ہوتا، تو اس کو زیادہ ظلم کے لئے تیار رہنا چاہیئے۔"

"اپنے الفاظ اور اعمال پر نگہ رکھو۔ اپنے خیالات کو بھی دیکھو۔ یاد رکھو کہ جب تم اکیلے بھی ہو تب بھی خدا ہر جگہ موجود ہے اور ہر چیز کو دیکھتا ہے۔"

محل میں شاہی تخت کے نزدیک بے شمار قیمتی اشیاء کے ساتھ ایک معمولی سا پانی نکالنے والا ڈول پڑا تھا۔ کون فیوشس نے افسروں سے پوچھا ــــ کہ اس ڈول کا یہاں ہونا میری سمجھ میں نہیں آیا۔ کوئی تسلی بخش جواب نہ دے سکا۔ کہا تو صرف یہی کہ قدیم سے یہ ڈول اسی طرح اس جگہ موجود ہے اور بس۔ کون فیوشس نے وہ ڈول اُٹھایا اور تالاب کے قریب پہنچا۔ اس نے اپنے شاگردوں سے کہا کہ اسکو صحیح طور پر بھرنے کے لئے مناسب دباؤ کی ضرورت ہے۔ اگر دباؤ حد سے کم ہوگا تو ڈول پانی کی سطح پر بیکار پڑا رہے گا اور اگر حد سے زیادہ ہوگا تو وہ پانی کی تہ میں جا پہنچے گا۔ یہ مثال تھی جو ہمارے بزرگوں نے صحیح حکومت کے نظام کے لئے پیش کی تھی۔ افسوس کہ ہم نے اپنی نادانی اور بے پروائی سے اس بہترین اصول سے غفلت برتی اور آج ہم پر مصیبت کے دن آپڑے ہیں۔ یہ ڈول گویا سختی اور نرمی کے اُصولوں کا نشان تھا جو ہر بادشاہ کو تخت پر بیٹھنے کے وقت ذہن نشین کرایا جاتا تھا۔

کون فیوشس کے شاگردوں میں سے ایک شاگرد زالو تھا جس کے سوالوں کے جوابات سے اس کے نقطۂ نگاہ کا پتہ چلتا ہے۔ ایک دفعہ زالو نے سوال کیا کہ اچھی حکومت کے لئے بہترین لائحہ عمل کیا ہے؟ کون فیوشس نے جواب دیا:

"لوگوں کے سامنے اپنا عمل پیش کرو اور ان کے معاملات کو حل کرنے میں دل و جان سے محنت کرو۔"

زالو نے پھر سوال کیا، وہ شاید اس جواب کو ناکافی سمجھتا تھا۔ اس پر اسے جواب ملا کہ تمام معاملہ کی جان یہی دو باتیں ہیں، اگر ان پر عمل کیا جائے، تو حکومت کا نظام درست ہو سکتا ہے۔

ایک دوسرے وقت زالو نے کہا: "فرض کیجئے کہ ایک ریاست کا والی آپ کو دعوت دیتا ہے کہ آپ اس کے نظامِ حکومت کو چلانے میں اس کی مدد کریں۔ اس وقت آپ سب سے پہلے کیا قدم اُٹھائیں گے؟"

کون فیوشس نے جواب دیا: "سب سے پہلا کام یہ ہوگا کہ الفاظ کا صحیح استعمال شروع کیا جائے۔"

زالو نے اس کو مذاق سمجھا اور پھر سوال کیا۔ اس پر کون فیوشس کو غصّہ آگیا اور اس نے ترش لہجہ سے کہا: "تم کتنے بداخلاق ہو! اگر الفاظ صحیح نہ ہوں تو زبان واقعات کے مطابق نہیں ہو سکتی اور اس کا نتیجہ یہ ہوگا کہ زندگی کے تمام معاملات درہم برہم ہوں گے، اخلاق ناپید ہوگا، انصاف دنیا سے مٹ جائے گا، معصوم لوگ سزا پائیں گے اور گناہ گار اور مجرم آزادی سے لوگوں کو اپنے ظلم کا تختۂ مشق بنائیں گے۔ اس لئے ایک مصلح کا سب سے پہلا کام یہ ہونا چاہیئے کہ وہ صحیح الفاظ استعمال کرے۔"

الفاظ کی درستگی کا اصول کون فیوشس کے نظامِ اخلاق میں بنیادی اہمیت رکھتا ہے۔ فرض کیا کہ زید ایک بچے کا باپ ہے۔ اب سب لوگ زید کو باپ کہیں گے خواہ وہ اپنے بچے کی تعلیم و تربیت سے کتنا ہی غافل و بے پروا کیوں نہ ہو۔ لیکن کون فیوشس کی اصطلاح میں زید کو باپ صرف اُس وقت کہا جائے گا جب وہ تمام فرائض جو باپ کی حیثیت میں اس پر لازم آتے ہیں پورا کرے۔ اگر وہ ایسا نہیں کرتا تو کون فیوشس کی اصطلاح میں وہ "باپ" نہیں کہلا سکتا۔ اگر کوئی انصاف پرور بادشاہ اپنی باغی رعایا کے ہاتھوں مارا جائے تو کون فیوشس کی زبان میں وہ "شہید" ہوگا اور اگر کسی ظالم بادشاہ کے ساتھ ایسا واقعہ پیش آئے تو اس کے لئے اس کی زبان میں قتل کا لفظ ہی موزوں ہوگا۔ اس طرح کون فیوشس نے الفاظ کے لغوی معنوں کے ساتھ ساتھ اخلاقی مفہوم ملا کر تصورات کی دُنیا میں انقلاب پیدا کرنے کی کوشش کی۔ اس نے اپنے ایک شاگرد کو مشورہ دیا کہ بادشاہوں پر کوئی چیز ٹھونسنا مناسب نہیں، لیکن اگر تم اپنے سامنے ظلم و ناانصافی ہوتے دیکھو تو جرأت کے ساتھ اس کے خلاف آواز بلند کرو، ایسے وقت بادشاہ کا رُعب و ستم تم کو حق کی آواز اُٹھانے سے مانع نہیں آنا چاہیئے۔

سفر کے دوران میں ایک جگہ اس نے ایک عورت کو دیکھا جو ایک قبر کے پاس بیٹھی زار و قطار رو رہی تھی۔ کون فیوشس نے اس سے رونے کی وجہ پوچھی۔

"اس جگہ ایک شیر نے میرے خاوند کے والد، میرے خاوند اور اب میرے بیٹے کو پھاڑ کھایا ہے۔"

یہ سُن کر کون فیوشس نے اس سے ہمدردی کا اظہار کیا اور پھر سوال کیا:۔

"اگر یہ جگہ اتنی خطرناک ہے تو پھر تم اس جگہ کو چھوڑ کر کسی آباد اور محفوظ جگہ پر کیوں نہیں چلی جاتیں؟"

روتے ہوئے اس عورت نے جواب دیا: "یہاں شیر تو بے شک ہیں مگر یہاں کوئی ظالم اور جابر حکمران نہیں۔"

یہ جواب سنتے ہی کون فیوشس اپنے شاگردوں کی طرف متوجہ ہوا اور کہا: "بچو! یاد رکھو۔ ایک ظالم حکمران لوگوں کی نگاہ میں شیروں سے بھی زیادہ خطرناک ہے۔"

اسی سفر میں ایک جگہ اس نے خوفناک چیخوں کی آواز سُنی۔ وہ سب دوڑتے ہوئے وہاں پہنچے۔ دیکھا کہ ایک شخص گلے میں رسی ڈالے خودکشی کی کوشش کر رہا ہے۔ سب نے اس کی گردن سے رسّی کھولی۔ جب اسے ہوش آیا تو کون فیوشس نے اس سے حالات دریافت کئے، جن کے باعث اس کی حالت اس منزل تک پہنچی۔ اس نے جواب دیا:

"میری زندگی کا آغاز بہت خوشگوار تھا۔ میں نے علم حاصل کیا اور اس میں کافی ترقی کی۔ اس کے بعد میں نے دور دراز علاقوں کا سفر اختیار کیا تاکہ اپنے علم و تجربہ کو وسیع کر سکوں۔ کئی سالوں کے بعد میں واپس آیا اور اپنے وطن پہنچ کر شادی کر لی لیکن چند ہی دنوں کے بعد میرے ماں اور باپ دونوں فوت ہو گئے۔ اس وقت مجھے احساس ہوا کہ اپنے ماں باپ کی خدمت کے معاملے میں مجھ سے کوتاہی ہوئی ہے۔ میرے دل میں شدید احساس ندامت تھا لیکن میں نے یہ کہہ کر تسلّی دی کہ میں دوسرے فرائض ادا کر کے اس کوتاہی کی تلافی کر سکوں گا۔ میرا علم اور تجربہ وسیع تھا اس لئے شاید میری ریاست کا والی مجھ سے کوئی مناسب خدمت لے سکے لیکن مجھے اس میں سخت ناکامی ہوئی

مجھے اپنے دوستوں پر بھروسہ تھا لیکن انہوں نے بھی میری طرف کوئی التفات نہ کیا۔ اس کے بعد میرا اپنا بیٹا تھا، لیکن افسوس کہ وہ میرے ہی نقشِ قدم پر چلتا ہوا دور دراز کے علاقوں میں چلا گیا اور مجھے تنہا اور بے یار و مددگار چھوڑ گیا۔" یہ کہہ کر وہ زار و قطار رونے لگا۔ اس کے بعد اس نے کہا: "مجھے احساس ہے کہ میں اپنے فرائض کی ادائیگی میں ناکام رہا۔ نہ میں ماں باپ کی خدمت کر سکا نہ اپنے ملک کی، نہ اپنے دوستوں کی اور نہ اپنے بیٹے کی۔ ایسی حالت میں خودکشی سے بہتر مجھے کوئی راستہ نظر نہ آیا۔"

یہ سن کر کون فیوشس نے ٹھنڈی آہ بھری اور کچھ دیر خاموش رہنے کے بعد کہا: "ٹھیک ہے لیکن میرے خیال میں تم اب بھی غلطی پر ہو۔ ناامیدی اور مایوسی انسان کی مصیبتوں کا مداوا نہیں۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ یہ تمام مصیبتیں تم پر صرف اس لئے آئیں کہ تم نے اپنا ابتدائی فرضِ منصبی ــــ والدین کے ساتھ سلوک ــــ فراموش کر دیا۔ لیکن جو ہو چکا سو ہو چکا، ابھی زندگی میں تم نے بہت کچھ کرنا ہے۔ گھر جاؤ اور آج سے زندگی اس طرح شروع کرو کہ گویا آج ہی اسی لمحہ تم نے زندگی کی صحیح قدر و منزلت سمجھی ہے اور اس کے بعد اپنی عمر کے ہر لمحہ و ہر ساعت سے پورا پورا فائدہ اُٹھاؤ۔ اب بھی وقت ہے کہ تم وہ حکمت و دانائی حاصل کر سکو جو تم اتنی عمر تک سیکھنے سے محروم رہے۔" اس سے بالکل واضح ہو جاتا ہے کہ کان فیوشس کے نزدیک انسانی زندگی با مقصد تھی اور کائنات کا تصوّر بالکل حرکی اور ارتقا پذیر ہے جس کی اصلاح میں ہر انسان اپنی ذاتی کوشش سے اضافہ کر سکتا ہے اور اسی لئے اس کا اخلاقی نظام رجائیت کا آئینہ دار ہے جس میں انسانی کردار و سیرت کو نمایاں حیثیت دی گئی ہے۔ وہ زندگی سے گریز نہیں بلکہ زندگی کے مسائل سے دوچار ہونا اور ان کو انسانی ضروریات کے مطابق ڈھالنے کی تعلیم دیتا ہے۔

ریاست لو کے والی کو جب احساس ہوا کہ حالات بہت بگڑ چکے ہیں تو اس نے کون فیوشس کو بلا بھیجا اور اس سے مدد کی درخواست کی۔ کون فیوشس کو مجسٹریٹ بنا دیا گیا، اور اس حیثیت میں اُس نے کافی اصلاح کی۔ اس نے عوام کی حالت کی طرف بہت توجہ کی، اور حکم دے دیا کہ کوئی شخص بھوکا نہ رہے۔ آدمیوں اور عورتوں کا بازار میں اکٹھے پھرنا منع کر دیا۔ جوانوں اور بچوں کی مختلف خوراک کا نہ صرف اعلان کیا بلکہ انتظام بھی کر دیا۔ اس طرح تھوڑے ہی عرصے میں لوگوں کی حالت سدھرنے لگی۔ چوری چکاری اور جرم ناپید ہو گئے۔ قبروں کے لئے بیکار اور بنجر زمین علیحدہ کر دی گئی تاکہ قابلِ زراعت زمین ضائع نہ ہو۔ اس نے فیصلہ کیا کہ قبروں پر عالی شان عمارتیں نہ بنائی جائیں اور نہ جنگلے اور دیواریں کھڑی کی جائیں۔ اس کامیابی کے بعد والی نے اسے ریاستی امور کا وزیر مقرر کر دیا جس میں زراعتی اصلاح کا کام بھی شامل تھا۔ اور اس کے بعد اسے وزیرِ عدالت بنا دیا گیا۔ اسی دوران میں ایک ہمسایہ ریاست کے وزیر اور والی نے مل کر ریاست لو کے خلاف ایک خفیہ اور خوفناک منصوبہ تیار کیا اور اسے دوستی اور مودت کے جذبات کے پردہ میں پیش کرنا چاہا لیکن کون فیوشس کی دانائی اور بروقت کوشش سے ریاست لو اس خطرے سے محفوظ رہ گئی جس پر والی نے اس کا پُرجوش شکریہ ادا کیا۔ لیکن کون فیوشس کی اسی کامیابی نے اس کی آئندہ اُمیدوں پر پانی پھیر دیا، اور ریاست لو کے والی کو اس سے برگشتہ کر دیا گیا۔ اس کے بعد کون فیوشس نے ہر طرح کی دلی خواہش کے باوجود عملی زندگی میں دخل دینے سے مکمل کنارہ کشی کر لی، اور اپنی بقایا عمر تعلیم و تعلم اور قدیم مقدس کتابوں کی ترتیب و تدوین میں صرف کر دی۔